

اور تناسب کے ساتھ جمع کرنے کے ہیں مگر جمع کے لفظ میں عموم پایا جاتا ہے یعنی یہ لفظ "تالیف" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور مطلق جمع کرنے کے لیے بھی آتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے الصحیح میں پہلے جمع القرآن کا باب قائم کیا ہے اور پھر تالیف القرآن کا ترجمہ باندھا ہے۔ حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

"یہاں جمع سے مراد متفرق اور منتشر اجزاء کو چند صحف یا ایک صحف میں جمع کرنے کے ہیں اور تالیف سے مراد آیات کو ایک سورہ کی شکل میں ترتیب دینے یا چند سورتوں کو ایک صحف میں ترتیب دینے کے ہیں"

علاوہ ازیں جمع القرآن کا لفظ قرآن کو حفظ اور ازبر کر لینے کے لیے بھی آتا ہے چنانچہ جماع القرآن بمعنی حفاظ القرآن کا محاورہ استعمال ہوتا ہے اس اعتبار سے قرآن کے سب سے پہلے حافظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے بعد کبار صحابہؓ کو یہ سعادت حاصل ہوئی ہے جن کی تعداد سینکڑوں تھی۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

"ستر قرآن تو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور قبل ازیں ستر قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جام شہادت نوش کر چکے تھے"

صحیح بخاری کی ایک روایت

اس سلسلہ کی صحیح بخاری میں تین روایتیں ہیں جو کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص، انس بن مالک من طریق قتادہ و ثابت مروی ہیں اگر ان کے ظاہری معانی کا اعتبار کیا جائے تو حفاظ قرآن کی مجموعی تعداد سات سو سے متجاوز نہ تھی۔ مگر یہ حصر حقیقی نہیں کیونکہ علماء نے اس حصر کو مستبعد سمجھ کر ان روایات کی تاویل کی ہے چنانچہ علامہ الماوردی (ابو الحسن علی بن حبیب الشافعی ۲۵۵ھ) لکھتے ہیں:

"یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پورا قرآن صرف چار (یا سات) صحابہ نے ہی یاد کیا تھا مالانکہ صحابہ مختلف شہروں میں سکونت پذیر تھے اور ابو عبیدہ القاسم بن سلام نے اپنی کتاب القراءۃ میں بہت سے حفاظ صحابہ کے نام ذکر کیے ہیں"

امام سیوطی نے الاتقان میں ابو عبیدہ کے حوالہ سے بہت سے اسماء ذکر کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے

کہ مہاجرین سے حسب ذیل حفاظ قرآن تھے۔

”خلفاء اربعہ، طلحہؓ، سعدؓ، حذیفہؓ، سالمؓ، ابو ہریرہؓ، عبد اللہ بن سائبؓ، عبادہ بن جریجؓ، عائشہؓ

حفصہؓ، ام سلمہؓ

اور انصار میں سے:

”عبادہ بن صامت، معاذ، جمیع بن جاریہ، فضالہ بن عبید، مسلمہ بن غنمہؓ“

ابو عبید نے جن حفاظ صحابہ کا ذکر کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن حفظ کیا اور پھر اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنے کی بھی سعادت حاصل کی مگر جن لوگوں نے قرآن حفظ کر رکھا تھا ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے چنانچہ حافظ ذہبیؒ طبقات القراء میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ تعداد صرف وہ ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کو پیش کیا اور متصل اسانید کے ساتھ ان سے ہم نام پہنچا مگر جن لوگوں نے قرآن حفظ کیا اور ان سے متصل اسانید کے ساتھ یہیں نہیں پہنچا ان کی تعداد بہت کافی ہے۔“

بہر حال صحابہ میں حفاظ قرآن کی تعداد بہت کافی تھی اور پھر ان کو قرآن سے خصوصی شغف بھی تھا اور اس کی تلاوت کو باعث تقرب الہی سمجھتے تھے چنانچہ زرقانی المتاہل میں لکھتے ہیں:

”مسجد نبویؐ میں تلاوت قرآن کی وجہ سے بہت شور مچا ہو جاتا حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ کچھ لپٹ آواز سے قرآن کی تلاوت کریں تاکہ ایک کو دوسرے کی تلاوت کی وجہ سے غلطی نہ لگ جائے۔“

پھر صحابہ کرام میں سے حضرت عثمانؓ بن عفان، علیؓ بن ابی طالب، ابی بن کعب، زید بن ثابت، عبد اللہ بن مسعود، ابو الدرداء اور ابو موسیٰ اشعری وہ حضرات رضی اللہ عنہم، ہیں جن پر صحابہ اور تابعین رحمہم کی بہت بڑی تعداد نے قرآن کی تلاوت کی۔ علامہ سیوطیؒ الاتقان میں طبقات القراء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

حضرت ابی بن کعب کے سامنے صحابہ کی ایک جماعت نے قراءت قرآن کی جن میں حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن سائب شامل ہیں اور پھر ان سے

”تابعین کرام کی ایک بڑی جماعت نے قرآن افذکیا“

الفرض اس طرح صحابہ تابعین و تبع تابعین و سن بعد ہم یکے بعد دیگرے جماعت و جماعت ایک دوسرے سے قرآن افذ کرتے چلے آئے ہیں اور قرآن کی حفاظت کا اصل اعتماد بھی کتابت کی بجائے حفظ پر ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الجوزی ”النشر“ میں لکھتے ہیں:

”قرآن کی نقل و حفاظت کا اصل دار تو حافظ پر ہے نہ کہ صحف پر، جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے..... وَمُنْزِلُ عَلَیْكَ كِتَابًا لَا یَغْیِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَهُ كَمَا نَأْمُرُ وَیَقْطَعَانِ“

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن بہر حال قلوب و صدور میں محفوظ رہے گا کیونکہ اگر اس کی حفاظت کا غار صحف پر مانا جائے تو لَا یَغْیِلُهُ الْمَاءُ کا حلیہ صحیح نہیں ہو سکتا اس لیے کہ صحیفوں سے تو پانی کے ساتھ قرآن زائل ہو سکتا ہے اور پھر قلوب و صدور کے ذریعہ اس قرآن کی کس طرح حفاظت ہوئی اور ہر دور کے اندر بچے، بوڑھے اور جوان کتنی تعداد میں اس کے حافظ اور قرار ہوئے۔ یہ بحث بھی تفصیل طلب ہے۔ اس وقت موضوع بحث صرف جمع و تالیف ہے یعنی صحیفوں اور مصاحف کی صورت میں قرآن پاک کیے محفوظ رہا اور عہد نبوت سے لے کر عہد عثمانی تک اس سلسلہ میں امت مسلمہ نے کن مساعی سے کام لیا قرآن کے جمع و تالیف اور اس کے مصاحفے میں جمع ہونے کے اعتبار سے صدر اولے کے تینے نمایاں دور قرار دیے جاسکتے ہیں: عہد نبوت، عہد ابی بکر، عہد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اب ہم ان کے تفصیل پیش کرتے ہیں۔

عہد نبویؐ

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کاتبین وحی مقرر کر رکھے تھے جن کی مجموعی تعداد چالیس کے قریب مذکور ہے۔ ان میں خلفائہ اربعہ، زید بن ثابت، ابی بن کعب، خالد بن ولید اور ثابت بن قیس بھی شامل ہیں جب وحی نازل ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضبط کتابت میں لانے کا حکم فرماتے تاکہ حفظ صدری کے علاوہ بذریعہ کتابت بھی محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ المستدرک للحاکم میں زید بن ثابت سے روایت ہے:

كُنَّا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْنُ الْقُرْآنِ مِنَ الرِّقَاعِ

اس دور میں کاغذ میسر نہ تھا اس لیے باریک اور چوڑے پتھر کی تختیوں، شانہ کی ہڈیوں وغیرہ سے کاغذ کا کام لیا جاتا تھا۔ الغرض ان اشیاء اودات کتابت پر قرآن لکھا جاتا ہے اور آنحضرت کی ہدایت کے مطابق ان کو خانہ بندی میں محفوظ کر دیا جاتا اور اس کی نقول بعض دوسرے صحابہ بھی حاصل کر لیتے۔ اس طرح آنحضرت کے عہد مبارک میں ہی با ترتیب قرآن جمع ہوتا رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مرتب تھا اور یہ ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ سورتوں میں آیات کی ترتیب تو بلا اختلاف توقیفی ہے اور اس پر اجماع ہے جیسا کہ علامہ زرکشی "البرہان" میں اور ابو جعفر بن زبیر المناصب میں ذکر کیا ہے چنانچہ ابو جعفر لکھتے ہیں :

"سورتوں میں آیات کی ترتیب تو بلا اختلاف توقیفی ہے اور اس بارے میں امت مسلمہ

کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

اور علامہ سیوطی لکھتے ہیں :

"اجماع، فصوص مترادفہ اور علماء کی تصریحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیات کی

ترتیب ہر حال توقیفی ہے" لہ

اس بنا پر علامہ زرکشی لکھتے ہیں :

"لہذا آیات کی تقدیم و تاخیر کے ساتھ قراءت جائز نہیں ہے اور بعض نے آیت وَ رَتَّبِ الْقُرْآنَ تَدْوِيلًا کے بھی یہی معنی بیان کیے ہیں یعنی ترتیب کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے رہو" لہ

اب رہا یہ سوال کہ موجودہ سورتوں (از فاتحہ تا الناس) کی ترتیب بھی توقیفی ہے یا اس میں صحابہ کرام کے اجتہاد کو دخل ہے۔ اس مسئلہ میں گو علامہ زرکشی نے اختلاف نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس میں علماء کے تین گروہ ہیں یعنی :

۱ سورتوں کی موجودہ ترتیب اجتہادی ہے اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے صحائف مختلف ترتیب پر تھے

۲ اکثر سورتوں کی موجودہ ترتیب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسے السبع الطوال ،

لہ راجع زرکشی ۲۵۴، ۲۵۵ و السیوطی ۴۰۱-۴۱ و فہ ذکروا نوات و نصوص العلماء و ما تعلق بہذا الباب

المحکم اور المفصل مگر بعض سورتوں کی ترتیب مراحت کے ساتھ آنحضرت سے ثابت نہیں ہے۔

۳۔ آیات کی طرح سورتوں کی موجودہ ترتیب بھی توقیفی ہے اور اکثر روایات اہل آثار سے ثابت ہوتا ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سورتوں کو موجودہ ترتیب کے ساتھ تلاوت فرمایا کرتے تھے اور یہ

بات گو کسی قولی حدیث سے ثابت نہیں ہے مگر فعلی روایات اس کی تائید ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ تیسری رائے صحیح ہے اور مندرجہ ذیل دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے :

۱۔ اولا قرآن پاک لوح محفوظ میں لکھا گیا اور پھر آسمان دنیا پر بیت العزۃ میں نازل کیا گیا بعد ازاں ۲۳ سال

کی مدت میں حسب ضرورت و حسب حوالہ شہید سیدنا نازل ہوتا رہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن ابتداء

یہی سے مرتب ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت نے بھی ترتیب نزولی کے مطابق اس کی کتابت نہیں کروائی۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان المبارک میں جبریل سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور جس سال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے ہیں دو مرتبہ دور فرمایا اور ظاہر ہے کہ یہ دو مرتبہ ہوا ہوگا اور سورتوں

کی موجودہ ترتیب کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل پر قرآن پیش کیا ہوگا۔

۳۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اقْدُءُوا الذِّهَادَيْنِ الْبَقْدَةَ وَالْعَمْدَانِ كَدُورِشْنِ سَوْرَتُولِیْنِ الْبَقْرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ

تلاوت کیا کرو۔

۴۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں سعید بن خالد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

”المسبح الطوال“ کو ایک رکعت میں پڑھا اور یہ بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم المفصل کو ایک رکعت

میں جمع کر لیا کرتے تھے۔

۵۔ صحیح بخاری میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نبی اسرائیل، الکہف،

مریم، طہ اور الانبیاء کے متعلق فرمایا : رَأَيْنَا مِنَ الْغِنَاقِ الْاَوَّلِ وَهَنَّ تِلْكَ دُنِیْ اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے موجودہ ترتیب کے مطابق ان سورتوں کے نام ذکر فرمائے۔

۶۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات اپنے بستر پر جا کر سورہ اخلاص اور

مسودہ تین پڑھ کر اپنی بتخلیلوں پر دم کرتے تھے۔

۷۔ ابو داؤد طیالسی میں واثق بن اسقع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَةِ السَّبْعَ الطُّوَلِ وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الزَّبُورِ الْمِثِينَ
 وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الْإِنْجِيلِ الثَّمَانِي وَفُضِّلْتُ بِالْمُقَفَّلِ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی موجودہ ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے
 کیونکہ قرآن کی تمام سورتیں اسی ترتیب کے ساتھ ہیں۔ اسی بنا پر کرماتی البرہان میں لکھتے ہیں:

تَرْتِيبُ السُّورِ هَكَذَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَفِي النَّوَاحِ الْمُنْفُوظِ

۸۔ بعض علماء نے آیت کریمہ فَاَتُوا بَعْشَرَ سُوْرَةٍ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہاں دس سورتوں سے

مراد البقرہ سے لے کر ہود تک دس سورتیں مراد ہیں۔ حالانکہ سورہ ہود کی ہے اور توبہ تک

تمام سورتیں مدنی ہیں جو اس کے بعد نازل ہوئی ہیں لہ

حضرت ابن عباسؓ کا اثر

ان جملہ دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح آیات کی ترتیب توقیفی ہے اسی طرح سورتوں کی ترتیب
 بھی توقیفی ہے اور اس میں کسی قسم کے اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے جن علماء نے سورتوں کی موجودہ ترتیب کو

اجتہادی قرار دیا ہے ان کے سامنے ابن عباسؓ کا ایک اثر ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے سوال کیا کہ

سورہ براءۃؓ کو طویل کے ساتھ کیوں جمع کر دیا گیا حالانکہ یہ متین سے ہے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

كَانَتْ اِلَّا نِفَالٌ مِنْ اَوَّلِ مَا اُنْزِلَ بِالْمَدِيْنَةِ وَبَاءَةٌ مِّنْ اَخْرِاجِ الْقُرْآنِ

فَكَانَتْ قَصَّتْهَا شَبِيهَا بِقَصْبِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ

يَكُنْ لَنَا اَنْتَهَاءٌ، فَخَلَلْتُ اَنْهَا مِنْهَا فَمِنْ ثَمَّ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا ————— الخ

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سورہ انفال کی ترتیب اجتہادی ہے مگر اس روایت کا مدار یزید فارسیؓ

پر ہے جسے امام بخاریؒ نے ضعف میں ذکر کیا ہے اور پھر اس سے یہ کتب ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنی

راے سے نفی اثبات کرتے — وحاشاہ اللہ من ذالک لہذا یہ حدیث بے اصل ہونے کی بنا پر رجحوت

نہیں ہو سکتی لہذا صحیح یہی ہے کہ آیات کی طرح سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے جس میں اجتہاد کو

گنجائش نہیں۔

لے ذکر کئی، ج ۱، ص ۲۵۴-۲۵۹ حدیث پر بحث کے لیے دیکھئے منہ احمد تعلیق احمد شاکر رقم ۳۹۹ فانہ نفیس حبہ؟

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ اگر موجودہ ترتیب توقیفی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی ترتیب تھی تو پھر دو نبوت میں ہی قرآن کیجا کیوں جمع نہیں کر دیا گیا اور اسے منقشر حالت میں کیوں چھوڑا گیا۔

یہ سوال واقعی وزنی ہے مگر علماء نے اس کے تشفی بخش جوابات دیے ہیں جن کا مامل یہ ہے:

- ۱۔ اس وقت اس قسم کے دواعی موجود نہ تھے جو قرآن کو یکجا کرنے کا باعث بنتے۔
- ۲۔ نزول وحی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از خود اس کی نگرانی فرماتے اور پھر نزول وحی کے زمانہ میں بعض آیات پر نسخ کا بھی احتمال تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی قرآن لکھ تو لیا جاتا مگر اسے ایک مصحف میں جمع نہ کیا گیا تاکہ اگر تغیر کی ضرورت پیش آئے تو آسانی سے تبدیل ہو سکے۔ چنانچہ ذکر کئی لکھتے ہیں:

وَأَنَّا لَمَّا كُتِبَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُصْحَفٍ لِّئَلَّا يُفْنَى إِلَى تَغْيِيرِهِ فِي كُلِّ وَتٍ ذَلِكَ أَنَّا خَدَّتْ تَالِيفُهُ إِلَى أَنْ كَمُلَ نَزْدُلُ الْقُرْآنَ بِمَوْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الغرض کاتبین وحی جو قرآن لکھتے وہ آنحضرت کے مکان میں محفوظ کر دیا جاتا اور کاتب خود اپنے لیے بھی اس کی ایک کاپی رکھ لیتے اس طرح یہ معینے اور کاتبین وحی کے ذاتی نسخے اور صحابہ کرام کے حافظے قرآن کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور قرآن ہر قسم کی دست برد سے محفوظ رہا۔ — اِنَّا نَعْنُ نَزْدُلْنَا الذِّكْرَ وَأَنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ

عہدہ صدیقی اور تالیف قرآن

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ عہد نبوی میں قرآن کریم مکمل صورت میں لکھا ہوا موجود تھا مگر اس کی آیات اور سورتیں پر آگندہ اور تشرقیں یعنی مختلف ٹکڑوں پر لکھا ہوا تھا اور یکجا جمع نہیں کیا گیا تھا اور یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آیات اور سورت کی موجودہ ترتیب عہد نبوی میں ہی قائم کر دی گئی تھی اور اسی ترتیب کے مطابق قرآن کی تلاوت اور قراءت ہوا کرتی تھی اور قرآن جس

طرح سینوں میں محفوظ تھا اسی طرح صحیفوں میں بھی لکھا جا چکا تھا اور آیت اِنَّا نَحْنُ نَدْكُرُ وَاِنَّا لَاحْفَظُوْنَ کے مطابق ہر پہلو سے قرآن کی حفاظت ہو رہی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے آیات و سُوَر کو مرتب شکل میں صحف کے اندر جمع کر دیا اور نہ محض قرآن کی کتابت ایسی چیز نہ تھی جو ہمہ صدیقی میں ہوئی ہو بلکہ متفرق پڑوں کی شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں لکھا ہوا موجود تھا حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان متفرق شذرات کو یکجا تالیف کر دیا گو یا یوں سمجھئے کہ بیت نبوی میں متفرق اوراق موجود تھے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جمع کر کے یکجا باندھ دیا تاکہ کوئی ورق ضائع نہ ہونے پائے ۛ

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمع قرآن کا یہ اہتمام ۳؎ جنگ یمامہ کے فائدہ پر کیا۔ یہ جنگ مسلمانوں اور مسیلہ کذاب کے درمیان ہوئی تھی جس میں ستر کے قریب قراء صحابہ شہید ہو گئے تھے (اور ستر قراء قبل ازین بزمعوضہ میں شہید ہو چکے تھے) حضرت عمرؓ گھبراہٹ زدہ ہو کر حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس آئے اور عرض کی امیر المؤمنین ! :-

”اگر اسی تیزی اور سرگرمی کے ساتھ معرکوں میں قراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کے

ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے بہتر ہے کہ قرآن جمع کر دیا جائے تاکہ محفوظ رہے۔“

حضرت ابوبکرؓ نے تردد کا اظہار کیا اور فرمانے لگے:

”كَيْفَ نَفْعَلُ مَا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہم اس پر کیسے اقدام کر سکتے ہیں۔

مگر جب حضرت عمرؓ نے بار بار اس پر زور دیا کہ ھُوَ وَاللّٰهُ خَيْرٌ (کہ بخدا! بہتری اسی میں ہے) تو صدیق اکبرؓ نے بھی باور کر لیا اور حضرت زید بن ثابتؓ انصاری کو بلا کر اس مہم پر مامور کیا۔

حضرت زید بن ثابتؓ ثابتؓ آنحضرت کے کاتب وحی تھے اور ان کی دیانت و امانت پر بھی کسی کو شبہ نہیں تھا۔ وہ اس منصوبے کی عظمت کو بھی سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

نَوَ اللَّهِ لَوْ كَلَّمْنِي نَقُلْ جَبَلٌ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا مَدَنِي رَبِّهِ

ۛ سورۃ الحج: ۹ ۛ برہان: ۱: ۳۳۸ و السیوطی ج ۱، ص ۱۰۱

ۛ یہ جنگ ۳؎ کے اواخر میں شروع ہوئی اور بیع الاول ۳؎ میں ختم ہو گئی (منہ)

مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ“

سجدا اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نقل کرنے کی تکلیف دیتے تو یہ کام اس مہم بخشنے
جمع قرآن کی نسبت میرے لئے آسان تھا۔

زید بن ثابت نے بھی حضرت ابو بکر کے سامنے انہی الفاظ سے معذرت کی جو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے اظہار کیے تھے لیکن باہم مراجعت کے بعد زید بن ثابت نے بھی محسوس کر لیا کہ قرآن کا جمع کرنا ضروری امر ہے چنانچہ زید بن ثابت اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں :

حَقُّ شَرْحِ اللَّهِ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ حَدَّثَ ابْنِي بِكَيْدٍ وَعُمْدَةٍ

حتیٰ کہ مجھے بھی اس مسئلہ میں الشراح مائل ہو گیا جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ہوا تھا۔

حضرت زید بن ثابت اور ان کی مساعی

چنانچہ حضرت زید بن ثابت انصاری حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کے پاس سے حکم پا کر آتے ہیں اور اس مهم کو تیزی اور مستعدی سے شروع کر دیتے ہیں ان کا بیان ہے۔

فَتَّبِعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعَهُ مِنَ الْعُسْبِ وَاللَّغَايِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى
وَحَدَّثْتُ أَخَذَ سُورَةَ التَّوْبَةِ مَعَ ابْنِ خُزَيْمَةَ الدُّنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا
مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ

تو میں نے نہایت احتیاط اور پوری چھان بین کے ساتھ شعبہ لٹریچر اور لوگوں کے حفظ سے..... قرآن کو جمع کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ سورہ توبہ کی آخری آیت ”لَقَدْ جَاءَكُمْ كِتَابٌ لَّهِ الْغَافِلِينَ“ (اور ان لوگوں کے لئے جو غافل رہے) کے ساتھ ساتھ ان کے لئے بھی جو قرآن کو حفظ نہیں کرتے۔

المغرض وہ صحیفہ جو زید بن ثابت نے جمع کیا حضرت ابو بکر کے پاس محفوظ رہا ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کی حفاظت میں چلا گیا پھر حضرت عمرؓ کوئی خلیفہ مقرر کر کے نہیں گئے تھے اس لیے یہ صحیفہ

لَمْ يَرْخُفْ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ رَأْيِ هُوَ غَيْرُ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ إِلَّا لِنَصَارِيٍّ ذِي الشَّهَادَتَيْنِ (تسنيب ٣٠٣/١) دَامَا
خُزَيْمَةُ فَوَجِدَ عِنْدَهُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْحَزَابِ (صحيح البخاري مع الفتح، ج ١٠ ص ٣٤٤) وَهَذِهِ الْقِصَّةُ أَيْ
قِصَّةُ خُزَيْمَةَ كَانَتْ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ كَمَا تَبَيَّنَ الْمُصَنِّفَ وَكَانَ الْجَامِعُ الْيُضَايِدُ بْنُ ثَابِتٍ كَمَا سَيَأْتِي

© rasailojaraid.com

حضرت حفصہؓ کی نگرانی میں رہا۔
ایک وہم اور اس کا ازالہ

حضرت زیدؓ کے مذکورہ الفاظ بآئہ لَمْ یَجِدْ لِحُفْصَةَ سُورَةِ التَّوْبَةِ إِلَّا مَعَ ابْنِ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ سے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ پھر پورا قرآن تو اتر کے ساتھ ثابت نہیں ہے بلکہ بعض آیات (مثلاً سورۃ براءت کا خاتمہ) صرف ایک شخص کی شہادت پر درج کر دی گئی ہیں حافظ ابن حجر اسی وہم کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
”أَوَّلًا تَوْسُوتُ بَرَاءَتِ كِي آخِرَى دَوَاتِیْوَلْ كَسَلْعَلِ الْبُخَزِیْمِ كَسَلْعَلْ خُزَیْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ هَضْرَتِ عَمْرٍو اِدْبَانِیْ بِنِ كَعْبٍ كِي شَهَادَتِیْ مَوْجُودِیْ لِهَذَا الْبُخَزِیْمِ كَسَلْعَلْ تَفَرُّوْكَ سَاوَالِ هِیْ پِیْدَا نَهَیْ هِتَوَا اَوِیْمِرِ “
”لَمْ یَجِدْ“ كَسَلْعَلْ مَعْنِیْ هِیْ نَهَیْ هِیْ جُودِیْمِ كَا مَوْجِبِ بِنِ رَهْیْ هِیْ بَلْكَ اِنَّ الْمُسَادَّ مِنْ اَلْنَفْیِ لَنْفِیْ وَجُودِ هَا مَكْتُوبَةُ لَا نَفْیِ كُوْنِهَا مَعْفُوظَةٌ “ ۱

یعنی یاد تو متعدد صحابہ کو تھیں مگر مکتوب ہونے کی صورت میں صرف البخزیمہؓ کے پاس موجود تھیں اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ اور زیدؓ بن ثابتؓ کو یہ تاکید کی تھی کہ جب تک کسی آیت پر تحریر کے علاوہ دو شاہد موجود نہ ہوں اسے درج نہ کیا جائے۔

الغرض حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے پہلی مرتبہ قرآن پاک صحف میں جمع کیا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کے لیے ہی کافی ہے کہ وہ قرآن کے جامع اول میں چنانچہ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں:
”أَعْظَمُ النَّاسِ فِي الْمَصَاحِفِ أَحَبُّ الْبُكْرِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيَّ ابْنِ بَكْرٍ لَّهِ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ كِتَابَ اللَّهِ“

قرآن کو مصاحف میں جمع کرنے میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق حضرت ابوبکرؓ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے کتاب اللہ کو یکجا کر دیا۔
حافظ ابن حجر الفتحؒ میں لکھتے ہیں:

اگر کوئی انصاف پسند آدمی حضرت ابوبکرؓ کے اس کارنامے پر غور کرے تو اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ حضرت ابوبکرؓ کی بہت بڑی فضیلت اور منقبت ہے اور بموجب ”مَنْ سَنَّ سُنَّةَ“

۱۔ دیلم باب جمع القرآن مع الفتح ج ۱۰ ص ۳۸۲۔ ۲۹۰ و باب تالیف القرآن ج ۱ ص ۴۱۲۔ ۴۱۰ و مسند احمد

بتحقیق شاکر و طباعت ابن سعد ۱۔ فتح الباری ج ۱ ص ۲۸۹۔ ۲۸۸ و الاتقان ج ۱ ص ۱۰۱۔ فتح الباری ج ۱ ص ۳۸۶ و بحوالہ

حضرت ابوبکرؓ کے بعد جو بھی قرآن جمع کرے گا اس کا اجر حضرت ابوبکرؓ کو اتنا امت پہنچا رہے گا کہ
حضرت علیؓ کے بارے میں بھی سجتانی نے ابن سیرین کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت علیؓ فرماتے تھے:

”أَيُّتُ أَنْ لَا أَخُذَ عَلَيَّ رِدَائِي إِلَّا لِمَصَلَّةٍ جُمُعَةٍ حَتَّى أَجْمَعَ الْقُرْآنَ نَجْمَةً“

مگر حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں:

”أَسْنَدُهُ ضَعِيفٌ لَا يُقْبَلُ“

الغرض صحابہ کرام کی بلند ہستی اور اخلاص کی بدولت عہد صدیقی میں جمع قرآن کا کام تقریباً ایک سال
میں پائے تکمیل کو پہنچ گیا۔ جنگ یمامہ کے خاتمہ پر ۱۲ھ کو اس مہم کی ابتداء ہوئی۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی وفات سے قبل
ہی زید بن ثابت اور دیگر صحابہ کے تعاون سے یہ کار خیر انجام پایا اور وہ صحائف جو جمع کیے گئے تھے حضرت
ابوبکرؓ کے پاس سرکاری خزانہ میں محفوظ رہے۔

اس تجویز کا شرف تو حضرت عمرؓ کو حاصل ہے جسے زید بن ثابت نے حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے علی جامہ
پہنایا اور خلیفہ نے از خود اس منصوبہ کی نگرانی فرمائی۔ اس بنا پر قرآن کا جمع کیا جانا حضرت ابوبکرؓ کی اولیات

سے ہے۔
مصحف کی وجہ تسمیہ

جب قرآن اوراق میں جمع ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے صحابہ سے اسے طلب کی کہ اس مجموعہ کا نام کیا رکھا
جائے۔ آخر کار مختلف تجاویز کے بعد اس کا نام مصحف رکھا گیا۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ ابن اثیرؒ کے حوالے سے
لکھتے ہیں:

”قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْتَمَسُوا لَهُ اسْمًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ ”الْكِتَابُ“ قَالَ ذَلِكَ اسْمُ
تُسَمِّيهِ الْيَهُودُ، نَكَرُ هُوَ ذَلِكَ وَقَالَ بَعْضُهُمُ ”الْمُصْحَفُ“ فَإِنَّ الْمُبَشَّةَ
يُسَمُّونَ مِثْلَهُ ”الْمُصْحَفُ“ فَاجْتَمَعَ رَأْيُهُمْ عَلَى أَنْ سَمَوْا ”الْمُصْحَفَ“ ۝

فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۸۶-۳۸۷ ۱ تاریخ الخلفاء ص ۵۷ طہند ۱۱۱۱ اتقان ج ۱ ص ۱۹۱ والیضاً
مقدمۃ التفسیر نیشاپوری ہاشم الطبری ج ۱ ص ۴۴ والیضاً قول ابن العالیہ ”الْمُصْحَفُ جُمُعُوا الْقُرْآنَ فِيْ

حضرت ابو بکرؓ کے جمع کردہ مصحفؓ پر امت کا اجماع ہے اور تو اترو کے ساتھ اس کی صحت ثابت ہو چکی ہے۔ اکثر علماء کا یہ خیال بھی ہے کہ اس کی کتابت اور رسم الخط سب سے پہلے تھا اس اعتبار سے یہ مصحف عہد نبوی میں جمع شدہ قرآن کے عین مطابق تھا اور عہد عثمانی تک اسی مصحف کے مطابق قرأت و تلاوت ہوتی رہی۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

رافضی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہیں ہوا تھا حضرت ابو بکرؓ نے اس بدعت کا ارتکاب کیوں کیا؟ تو اس کے جواب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

”یہ کام حضرت ابو بکرؓ نے اجتہاد کی بنا پر کیا اور اس میں اللہ و رسول، کتاب اللہ اور عام امت کی ضرورت ہی پیش نظر تھی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کے لکھنے کی تو اجازت بھی دی تھی۔ صرف اس کے ساتھ کسی اور چیز کے لکھنے سے منع فرمایا تھا اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی صرف کتاب اللہ کے لکھنے کا حکم دیا تھا..... اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی پیش گوئی کی تھی کہ یہ قرآن مصحف میں جمع ہوگا یَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً اور یہ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی لکھوایا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے تو صرف ان متفرق شدہ کو جمع کر دیا تھا۔ نَالْحَاصِلُ أَنَّهُ لَيْسَ ذَلِكَ مِنَ الدِّيَادَةِ عَلَى اِحْتِیَاطِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مُسْتَمَدٌّ مِنَ الْقَوَاعِدِ الَّتِي مَلَّهَا الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔“

اسلام کا معاشرتی نظام

خوشیوں کی بھارا آئے گی، مختلف افراد و طبقات اپنے باز حقوق سے بہرہ ور ہوں گے اور معاشرہ امن سکون کا گہوارہ بنے گا۔ — اور اگر کوئی ان اصولوں سے انحراف کر کے معاشرہ کے سکون کو برباد کرنا چاہے تو صحیح اسلامی حکومت — جس کا سطح نظر انصاف، امانت اور خدمت ہے — امن و چین کی بجالی کے لیے آگے بڑھے گی۔

گزشتہ سے پیوستہ

اسلام کا معاشرتی نظام

بقاتی حقوق کا تحفظ

اسلام بچوں کے حقوق ان کی پیدائش سے قبل تسلیم کرتا ہے۔ اسی لیے حاملہ عورت کو اذیت پہنچا کر اس کا عمل منقطع کرنے کی باقاعدہ سزا مقرر ہے۔ نیز حاملہ کو اس کے کسی تصور پر ایسی سزا نہیں دی جاسکتی جو اس کے لیے ہلک ثابت ہو سکے۔ عہد نبوی میں ایک عورت سے زنا کا ارتکاب ہو گیا۔ احساسِ ندامت اسے کشاں کشاں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آیا اور اس نے ازدخود سزا کا مطالبہ کیا تاکہ وہ انورِ محاسبہ سے بچ سکے۔ آپ نے اس کے اس جذبہ کی قدر فرمائی، مگر سزا کو بچے کی پیدائش پر ملتوی کر دیا۔ پیدائش کے بعد اس نے پھر سزا کا مطالبہ کیا۔ مگر آپ نے کہا کہ ابھی بچے کو دو دھڑ پلائی رہو۔ جب دو دھڑ چھڑایا جائے گا تو سزا بھی دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یاد رہے یہ استہتام ایک ناجائز بچے کے متعلق تھا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بچوں کے معصوم طبقہ کے اسلام کی نظر میں کیا حقوق ہیں؟

اسی طرح ضعیفوں، کمزوروں اور زیر دستوں کے حقوق کو بھی محفوظ کیا گیا حتیٰ کہ جنگ کے زمانہ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اپنے سپہ سالاروں کو تاکید دی ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ ضعیفوں اور کمزوروں پر ہاتھ ڈالنا۔

یتیموں، بیواؤں اور محتاجوں کی امداد و اعانت اور دل جوئی کے بارے میں خصوصی تاکید فرمائی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِمْ مُسْكِنًا وَنِیْمًا ذَا سِنًا اور وہ حدیث کتنی بلیغ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بعض لوگوں سے فرمائیں گے میں تمہارا محتاج تھا تم نے مجھے کھانا کب دیا۔ میں بتاؤں گا تم نے مجھے پانی کیوں